السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بہت سے باپ اپنے بچوں کی تربیت خصوصاً دینی تربیت کا اہتمام نہیں کرتے بچوں کی تعلیم میں کوتاہی کا وہ عذر یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ کام کی وجہ سے وہ بہت تھک گئے ہیں تو ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں لیکن وہ رمضان کے روزے کم ہی رکھتے ہیں یا نماز بھی وہ کم ہی پڑھتے ہیں ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ایک مرد مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کا وہ پورا پورا اہتمام کرے تاکہ حسب زیل ارشاد باری تعالیٰ پر عمل ہوسکے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ ٦ ... سورة التحریم

''اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو (آتش) جہنم سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر سخت دل اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ جو حکم دیئے جاتے ہیں بجالاتے ہیں۔''

مرد مومن کو چاہیے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اس کے کندھوں پر ڈالی ہے کہ :

«الرجل راع فی اہلہ ومسئول عن رعیہ» (صحیح بخاری)

مرد اپنے اہل خانہ کے بارے میں نگھبان ہے اور اپنی اس رعیت کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔''

لہذا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی اولاد کی طرف توجہ نہ دے بلکہ اس پر واجب ہے کہ حسب حالات اور حسب جرائم انہیں ادب سکھائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

«مروا ابناء کم بالصلاة لسبع واضربوہم علیہا لعشر» (سنن ابی داؤد)

''اپنے بیٹوں (یعنی اولاد) کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو جب کہ وہ دس سال کے ہوں۔''

یاد رہے کہ مرد کے کندھوں پر جو یہ امانت ڈالی گئی ہے۔ روز قیامت اس کے بارے میں اس سے باز پرس بھی ہوگی لہذا اسے چاہیے کہ صحیح جواب تیار کر رکھے۔ تاکہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوسکے۔ اور اپنے عمل کے پھل کو پاسکے کہ اگر عمل اچھا کیا تو پھل بھی اچھا اور اگر عمل بُرا کیا تو پھل بھی بُرا ہوگا اور بسا اوقات تو بُرے عمل کی سزا دنیا میں بھی اسی طرح مل جاتی ہے کہ اولاد اس سے بُرا سلوک کرتی ہے نافرمان ہوجاتی ہے۔ اور اپنے باپ کے حق کو ادا نہیں کرتی۔

جو لوگ اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن نماز روزے کی پابندی کم ہی کرتے ہیں تو ان کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ لوگ رمضان کے روزے اس لئے نہیں رکھتے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ روزہ واجب نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ایک بدنی ریاضت ہے۔ اور انسان کو اختیار ہے کہ چاہے روزہ رکھے یا نہ رکھے تو یہ لوگ کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے فرائض اسلام میں سے ایک فرض کا انکار کیا ہے۔ اور جہالت کی وجہ سے انہیں معذور بھی قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک اسلامی معاشرے میں رہ رہے ہیں۔

اگر یہ روزے کی فرضیت اور وجوب کا عقیدہ تو رکھتے ہیں لیکن عملاً روزہ نہیں رکھتے تو یہ نافرمان ہیں۔ اور اہل علم کے راجح قول کے مطابق انہیں کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

اگر یہ نماز بالکل نہیں پڑھتے تو کافر ہیں۔ خواہ نماز کے وجوب کا انکار کریں یا انکار کیونکہ اس صورت میں ان کا کفر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ توبہ میں ارشاد ہے :

فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَإِخۡوَٰنُكُمۡ فِي ٱلدِّينِ ١١ ... سورة التوبة

''پھر اگر توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے اور زکواة دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔''

اور سورہ مریم میں ارشاد ہے :

فَخَلَفَ مِن بَعدِهِم خَلفٌ أَضاعُوا الصَّلوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوفَ يَلقَونَ غَيًّا ٥٩ ... سورة مریم

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کردیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے، سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ ہاں! جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کا زرا نقصان نہ کیا جائے گا۔''

یہاں استدلال سورہ مریم کی اس دوسری آیت کریمہ سے ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے نماز ضائع کرنے والوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے والوں میں سے ان لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا جو توبہ کریں اور ایمان لے آئیں تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز ضائع اور خواہش نفسانی کی پیروی کرتے وقت وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اور یہ استدلال پہلی آیت سے ہے جو سورہ توبہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور مشرکین کے درمیان ثبوت اخوت کے لئے تین شرطیں قرار دی ہیں اور وہ یہ ہیں: 1۔ وہ شرک سے توبہ کریں۔ 2۔ نماز قائم کریں اور 3۔ ذکواۃ ادا کریں۔ اگر وہ شرک سے تو توبہ کرلیں۔ لیکن نماز اور زکواۃ ادا نہ کریں تو وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ اور یاد رہے دینی اخوت کی نفی صرف اس وقت ہوتی ہے۔ جب کوئی مومن مکمل طور پر دائرہ دین سے خارج ہوجائے فسق کے ساتھ اس اخوت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ آیت قصاص:

فَمَن عُفِيَ لَهُ مِن أَخيهِ شَيءٌ فَاتِّباعٌ بِالمَعروفِ وَأَداءٌ إِلَيهِ بِإِحسٰنٍ... ١٧٨ ... سورة البقرة

''اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) اسے س کچھ معاف کردیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (افرادکی) پیروی) (یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے''۔

اس آیت میں عمداً قتل کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقتول کا بھائی قرار دیا ہے حالانکہ قتل عمد بھی اکبر الکبائر میں سے ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے:

وَمَن يَقتُل مُؤمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزاؤُهُ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فيها وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذابًا عَظيمًا ٩٣ ... سورة النساء

''اور جو شخص مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔ اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کررکھا ہے۔''

یہ آیت کریمہ بھی اس کی دلیل ہے کہ ایمانی اخوت کی نفی کفر سے کم تر درجہ کے کسی جرم کی وجہ سے نہیں ہوتی۔

ترک نماز سے جب دینی اخوت کی نفی ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت سے واضح ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز کفر دون کفر یا یہ فسق نہیں ہے۔ ورنہ اس سے دینی اخوت کی نفی نہ ہوتی جس طرح قتل مومن سے نفی نہیں ہوتی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا تم تارک ذکواۃ کو بھی کافر قرار دوگے جیسا کہ سورہ توبہ کی اس آیت کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم کہیں گے ہاں بعض اہل علم نے تارک زکواۃ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے لیکن ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ تارک زکواۃ کافر نہیں ہے ہاں البتہ اس کی سزا سخت ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً حدیث ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانعین زکواۃ کی سزا کو بیان کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

«ثم يري سبيله اما الى الجنة واما الى النار» (صحیح مسلم)

''پھر وہ اپنے راستے کو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔''

تو یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مانع زکواۃ کافر نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ کافر ہوتا تو پھر اس کا راستہ جنت کی طرف نہ ہوتا تو اس حدیث کا منطوق آیت توبہ کے مفہوم سے مقدم ہے کیونکہ مفہوم سے مقدم ہوا کرتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں معروف ہے۔

سنت سے تارک نماز کے کفر کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ:

«بين الرجل وبين الكفر والشرک ترک الصلوة» (صحیح مسلم)

''آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق، ترک نماز سے ہے۔''

اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

«العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر»

''ہمارے اور ان (کفار ومشرکین) کے درمیان عہد، نماز ہے جو اسے ترک کردے وہ کافر ہے۔''

یہاں کفر سے مراد وہ کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومنوں اور کافروں کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے ملت کفر اور ملت اسلام دو الگ الگ ملتیں ہیں۔ تو جو شخص عہد نماز کی پابندی نہ کرے تو وہ کافروں میں سے ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ستكون امراء فتعرفون وتنكرون فمن عرف بريء ومن انكر سلم ولكن من رضي وتابع قالوا افلا نقاتلهم ؟ قال : لا ما صلوا» ( صحیح مسلم )

''عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے۔ کہ جن کو تم پہچانو گے بھی اور انکار بھی کرو گے۔ جس نے پہچان لیا وہ بری ہوگیا اور جس نے انکار کردیا وہ سلامت رہا لیکن جو شخص ان سے راضی ہوگیا اور جس نے ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوگیا) صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا ''کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں ؟ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''نہیں جب تک یہ نماز پڑھتے رہیں (تم ان سے لڑائی نہ کرو) ''

اور حدیث عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ فَقَالَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ» ( صحیح مسلم حدیث نمبر 1855 )

''تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو وہ تم سے محبت کریں وہ تمہارے لئے دعائیں کریں اور تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو وہ تم سے بغض رکھیں تم ان پر لعنت بھیجو وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ ''صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا ''کیا ہم تلوار کے ساتھ انھیں ختم نہ کردیں ؟ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں جب تک وہ نماز کو قائم رکھیں (ان کے خلاف تلوار کو نہ اٹھاؤ)۔ ''

یہ دونوں حدیثیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر حکمران نماز قائم نہ کریں۔ تو ان کے خلاف تلوار استعمال کر کے ان کا خاتمہ کردیا جائے اور یاد رہے کہ حکمرانوں سے لڑائی جھگڑا اور قتال صرف اسی صورت میں جائز ہے۔ جب وہ کفر صریح کا ارتکاب کریں اور ہمارے پاس اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح برہان ہو جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ ہم نے یہ بعیت کی کہ ہم پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں مشکل میں اور آسانی میں اپنے اوپر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سمع وطاعت کا مظاہرہ کریں گے۔ اور اہل لوگوں سے حکومت نہیں چھینیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا :

«الا ان تروا كفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان» ( صحیح بخاری )

''ہاں الا یہ کہ تم حکمرانوں سے صریح کفر کا ارتکاب دیکھو اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہو۔ ''

تو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حکمرانوں کا نماز ترک کرنا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کے ساتھ تلوار سے لڑنے کو بھی جائز قرار دیا یہ کفر صریح ہے اور ترک نماز کے کفر صریح ہونے کی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان موجود ہے۔

کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ تارک نماز کافر نہیں ہے۔ یا یہ معلوم ہو کہ وہ مومن ہے یا یہ معلوم ہو کہ وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ معلوم ہو کہ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا زیادہ سے زیادہ جو اس سلسلے میں وارد ہے۔ وہ ایسی نصوص ہیں۔ وتوحید اور لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی فضیلت پر دلالت کرتی اور اس کا ثواب بیان کرتی ہیں اور یہ نصوص یا تو کسی ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں جس کے ساتھ ترک نماز ممکن ہی نہیں یا یہ معین حالات کے بارے میں وارد ہیں۔ جن میں انسان ترک نماز کے لئے معذور ہوتا ہے۔ یا یہ عام ہیں۔ اور انہیں تارک نماز کے کفر کے دلائل پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ تارک نماز کے کفر کے دلائل خاص ہیں۔ اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے جیسا کہ اصول حدیث اور اصول فقہ میں یہ ایک معروف اصول ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کیا یہ جائز نہیں کہ تارک نماز کے کفر پر دلالت کرنے والے نصوص کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اس کا ترک کرے ؟ ہم عرض کریں گے کہ نہیں یہ تاویل جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں۔ اس وصف کا ابطال لازم آتا ہے۔ جسے شریعت نے معتبر قرار دیا اور جس کے مطابق حکم عائد کیا ہے۔ یعنی شریعت نے ترک نماز پر کفر کا حکم لگایا ہے اور یہاں یہ نہیں کہا کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے وہ کافر ہے۔ اور پھر محض اقامت نماز کی بنیاد پر دینی اخوت کو قائم کیا ہے۔ اور یہ نہیں کہا کہ دینی بھائی وہ ہیں جو نماز کے وجوب کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور وجوب نماز کا اقرار کرلیں تو۔۔۔ اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی اور شرک وکفر کے درمیان فرق وجوب نماز کے اقرار کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے وجوب کا انکار کرے۔ وہ کافر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد ہوتی تو اس سے روگردانی اس بیان کے خلاف ہوتی جسے قرآن نے پیش کیا ہے 'جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَنَزَّلنا عَلَيكَ الكِتٰبَ تِبيٰنًا لِكُلِّ شَىءٍ... ٨٩ ... سورۃ النحل

''اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے۔ ''

اور جس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا :

وَأَنزَلنا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ إِلَيهِم ٤٤ ... سورۃ النحل

''اور ہم نے آپ پر ذکر اور نصیحت (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کردیں جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں۔ ''

اس میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ اس سے ایک ایسے وصف کا اعتبار لازم آتا ہے۔ جسے شریعت نے مناط حکم قرار نہیں دیا۔ نماز پنجگانہ کے وجوب کا انکار موجب کفر ہے اس شخص کے لئے جو جہالت کی وجہ سے معذور ہو خواہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے مثلاً ایک شخص اگر پانچوں نمازوں کو تمام شروط ارکان واجبات اور مستحبات سمیت ادا کرے۔ لیکن وہ کسی عذر کے بغیر ان نمازوں کے وجوب کا منکر ہو تو وہ کافر ہوگا حالانکہ اس نے نماز کو ترک نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ نصوص کو اس بات پر محمول کرنا کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو وجوب نماز کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے صحیح نہیں ہے جبکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ تارک نماز کافر ہے اور وہ اپنے اس کفر کے باعث ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم کی اس روایت میں اس کی صراحت ہے جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

«اوصانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تترکوا الصلاۃ عمداً فمن ترکہا عمدا متعمدا فقد خرج من الملۃ» (مجمع الزوائد۔۔۔ابن ماجہ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ قصد وارادہ سے نماز ترک نہ کرو کیونکہ جو شخص قصد وارادہ سے جان بوجھ کر نماز ترک کردیتا ہے تو وہ ملت سے خارج ہوجاتا ہے۔

نیز اگر ہم اسے ترک انکار پر محمول کریں تو پھر نصوص میں نماز کے بطور خاص زکر کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ یہ حکم تو نماز زکواۃ حج اور ان تمام امور کے لئے عام ہے۔ جو دین کے واجبات وفرائض میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے کس ایک کا اس کے وجوب کے انکار کی وجہ سے ترک موجب کفر ہے بشرطیہ کہ انکار کرنے والا جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہو۔ جس طرح سمعی اثری دلیل کا تقاضا ہے کہ تارک نماز کو کافر قرار دیا جائے اسی طرح عقلی نظری دلیل کا بھی تقاضا ہے اور وہ اس طرح کہ جو شخص دین کے ستون نماز ہی کو ترک کردے تو اس کے پاس پھر ایمان کیسے باقی رہا؟ نماز کے بارے میں اس قدر ترغیب آئی ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عاقل مومن اس کے ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے اور اس کے ترک کے بارے میں اس قدر وعید آئی ہے جس کا ہر عاقل مومن سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے ترک سے اور سے ضائع کرنے سے مکمل احتیاط برتے کیونکہ اگر اسے ترک اور ضائع کردیا گیا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ پھر ایمان بھی باقی نہ رہے!

جہاں تک اس مسئلے میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے قول کا تعلق ہے تو جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی رائے یہ ہے بلکہ کئی ایک علماء نے کہا ہے اس پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ:

«کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلاۃ» (سنن ترمذی)

''حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اعمال میں سے ترک نماز کے سوا اور کسی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔'' (ترمذی امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح اور شیخین کی شرط کے مطابق قرار دیا ہے)

مشہور امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے ہے۔ کہ جو شخص قصد وارادے سے بغیر کسی عذر کے نماز چھوڑ دے حتیٰ کہ اس کا وقت ختم ہوجائے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے زکر کیا ہے کہ حضرت عب الرحمن بن عوف معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔ علامہ منذری نے ''الترغیب والترہیب'' میں امام ابن حزم کا یہ قول نقل کیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے کچھ مذید نام بھی شمار کروائے ہیں۔ مثلاً عبد اللہ بن مسعود۔ عبد اللہ ابن عباس جابر بن عبد اللہ اور ابو درداء رضوان اللہ عنہم اجمعین اور غیر صحاب کرام میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نخعی۔ حکم بن عتیبہ ایوب سختیانی ابو داؤد طیالسی ابو بکر بن ابی شیبہ زہیر بن حرب اور بہت سے دیگر علماء کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے آیت کریمہ (فخلف من بعد ھم خلف۔۔۔) کی تفسیر میں زکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''کتاب الصلوٰۃ'' میں لکھا ہے۔ کہ امام شافعی کے مذہب میں ایک قول یہی ہے۔ اور اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے خود نقل کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کا کیا جواب ہے جس سے تارک نماز کو کافر نہ سمجھنے والوں نے استدلال کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جن دلائل سے انہوں نے استدلال کیا ہے۔ ان کی اس موضوع پر اصلاً دلالت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یا تو یہ ایسے وصف سے مقید ہیں کہ اس کے ساتھ ترک نماز ہے ہی نہیں یا یہ ایسی حالت کے ساتھ مقید ہیں جس میں تارک نماز معذور سمجھا جاتا ہے۔ یا وہ دلائل عام ہیں تارک نماز کی تکفیر کے دلائل کے ساتھ ان کی تقصیر کردی جائے گی تارک نماز کو کافر قرار نہ دینے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے وہ ان مذکورہ بالا چار حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بہت عظیم اور اہم مسئلہ ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نماز کی حفاظت کرے تاکہ اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ٢ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ٣ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ٤ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ٥ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ٦ ... سورة المؤمنون

''بلاشبہ ایمان والے رستگار (کامیاب) ہوگئے۔ جو نماز میں عجز ونیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں اور جو زکواۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے (یا کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں۔ کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں۔'' (شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## [فتاویٰ اسلامیہ: جلد 1]